رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ: الفضل قادیان

روزنامہ

الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے (۲/)

جلد ۲۲	مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۵۴ھ	یوم چہارشنبہ	مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۷

کسی حکومت کے غداروں کو کون پاسپورٹ دیتا ہے

آجکل کے علماء کو کس نے مملکتِ اسلام کا حاکم بنایا

احرار کی طرف سے "احسان" نے ہمارے سامنے "دیوان عالی" کے ذریعہ اپنے مسلمان ہونے کا فتوے حاصل کرنے کی جو تجویز پیش کی ہے۔ اس کے مختلف پہلوؤں کی بے ہودگی ہم ثابت کر چکے ہیں۔ "احسان" نے بزعم خود ایک بار پھر اسے معقول قرار دینے کی کوشش کی ہے لیکن درحقیقت اس کی لغویت کو انتہا تک پہونچا دیا۔ اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ کی عداوت میں انصاف اور حق پسندی کے ساتھ ہی عقل و سمجھ کو بھی جواب دے چکے ہیں

سب سے اول تو "احسان" نے یہ بڑھانکی ہے۔ کہ "اگر ہندوستان میں شریعت غرائے مصطفوی کا دَور دورہ ہوتا۔ اور حکمرانی کا اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوتا۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو اس الحاد و ارتداد کے پھیلانے کا موقعہ ہی نہ مل سکتا۔ جس کا نام مرزائیت ہے۔ علمائے کرام کا دیوان عالی تجویز کرنے کی ضرورت ہمیں اس لئے محسوس ہوئی۔ کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت اور شریعت کا محکمۂ احتساب موجود نہیں"

مطلب یہ کہ اگر ہندوستان میں حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوتی۔ تو بذریعہ تلوار احمدیت کو مٹا دیا جاتا لیکن گنجے کو چونکہ خدا نے ناخن نہیں دیئے اس لئے علماء کے "دیوان عالی" کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ مگر کیا کوئی عقل و ہوش رکھنے والا انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تجویز کے معقول ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے اس کا معقول ثابت ہونا تو الگ رہا۔ اسلام اور شریعت غرائے مصطفوی پر نہایت ہی بدنما دھبہ لگتا ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام نے اپنے پیرؤوں کو سوائے اس کے کچھ نہیں سکھایا۔ کہ جو بات اپنی منشا اور ارادے کے خلاف دیکھیں۔ تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں۔ اور چونکہ مسلمانانِ ہند سے تلوار چلانے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ اس لئے اسلام کی صداقت اور برتری ثابت کرنے کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں رہا۔ اور آخر مجبور ہو کر "مدیر و سردبیر احسان" کو علمائے اسلام کا دیوان عالی" ایجاد کرنا پڑا ہے۔

اب ذرا یہ بھی سن لیجئے۔ کہ اس قسم کا دیوان تجویز کرنے اور اس سے اپنے مسلمان ہونے کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ سے کہنے کا احراریوں کو حق کیونکر حاصل ہوا۔ اس کے متعلق اپنی جہالت کے زور سے ہمارے علم میں اضافہ کرتا ہوا "احسان" لکھتا ہے۔

"کیا الفضل کو معلوم نہیں۔ کہ کوئی شخص اس وقت تک کسی مذہبی یا سیاسی جمعیت کے داخلی حقوق شہریت و رکنیت حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ اس جمعیت میں شامل ہونے کی باقاعدہ سند حاصل نہ کر لے۔ امریکن یا فرنچ کسی اور قوم کے حقوق شہریت حاصل کرنے کیلئے صرف یہ خالی خولی دعوے کر دینا کافی نہیں۔ کہ سائل فلاں قومیت میں شامل ہو گیا ہے۔ شہری حقوق کے حصول کے لئے متعلقہ دوائر کی اسناد جمعیت تذکرے اور پاسپورٹ وغیرہ حاصل کرنے کی ضرورت عصر حاضر میں تسلیم کی جا چکی ہے۔ پس جب مرزائی مذہبی حیثیت سے مرتد ہو جانے کے باوجود مسلمانوں کے سواد اعظم کے ساتھ شامل رہ کر مسلمانوں کے سے شہری۔ اور دُنیوی حقوق حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ تو انہیں اس سواد اعظم کی کسی نمائندہ مجلس یا اس کے قائم کردہ کسی دیوان عالی سے سند کا حصول لابدی ضروری امر ہے"

بے شک ہمیں یہ تو معلوم ہے۔ کہ ایک حکومت کے باشندے کو دُوسری حکومت میں شہری حقوق حاصل کرنے کے لئے متعلقہ دوائر کی اسناد کی تبعیت تذکرے اور پاسپورٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ کبھی نہیں سنا۔ کہ جن لوگوں کے قبضہ میں نہ صرف کوئی حکومت ہی نہ ہو۔ بلکہ جو کسی حکومت کے باغی ہوں۔ ان سے کسی نے اسناد۔ تذکرے اور پاسپورٹ حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کی ہو۔ "احسان" نے اسلام کو ایک دُنیوی حکومت سے تشبیہ دی ہے۔ جس پر علماء کا قبضہ و تصرف قرار دیتے ہوئے ضروری قرار دیا ہے۔ کہ جس طرح کسی حکومت میں شہریت کے حقوق حاصل کرنے کا شوق رکھنے والا اس حکومت سے سند حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمان کہلانے کا شوق رکھنے والے احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ علماء کے دیوان عالی سے سند حاصل کریں۔ کیونکہ مملکت اسلام کی عنان ان علماء کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ان کو اسلام کی حکومت سپرد کس نے کی۔ اسلام خدا اور اسکی دی ہوئی اس کے رسول کی چیز ہے۔ کیا ان علماء کے پاس خدا اور اسکے رسول کی سند ہے۔ کہ اسلام کی حکومت ان کے سپرد کی گئی ہے۔ کیا ان علماء میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے۔ جو یہ دعوے رکھتا ہو۔ کہ خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ اسے بتا دیا ہے۔ کہ اس کے عقائد حقیقی اسلام کے عین مطابق ہیں۔ اور اسے اختیار دیا گیا ہے۔ کہ جسے اپنے عقائد کے موافق پائے اسے مسلمان قرار دے۔ اور جسے نہ پائے اسے کافر ٹھہرائے اگر کوئی ایک بھی ایسا عالم نہیں مل سکتا۔ اور یقیناً نہیں مل سکتا۔ تو پھر ہر خیال اور ہر عقیدہ کے علماء کی معجون مرکب کو جو خود ایک دوسرے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں کسی کو مسلمان ہونے کا پاسپورٹ دینے کا کیونکر اختیار حاصل ہو گیا۔ پھر کیا ان علماء کے پاس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی سند ہے۔ کہ آپ نے ان کو مسلمانوں کے سیاہ و سفید کا اختیار دے دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ جس کے متعلق تمہارا پروانہ جاری نہ ہو گا۔ اسے مسلمان کہلانے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور اب وہی مسلمان کہلائیگا جسے تم پاسپورٹ عطا کرو گے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر بتایا جائے۔ علماء کے دیوان عالی کے پاسپورٹ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کہ اسکے حصول کی ضرورت سمجھی جائے۔ ممکن نہیں۔ کہ علماء اور ان کے حامی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سند پیش کر سکیں جس میں انہیں اس قسم کے اختیارات دیئے گئے ہوں۔ اس کے متعلق ہم

احراریوں کا انوکھا سوگ اور عجیب صف ماتم

"زمیندار" جس نے احراریوں کا سب سے بڑا نقیب بن کر سلور جوبلی کا بائیکاٹ کرنے کی وجوہات پیش کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"شہدائے کراچی کی خاک و خون میں تڑپتی ہوئی لاشوں اعضا بریدہ مجروحین کی دردناک چیخوں۔ یتیموں اور بیواؤں کے جگر دوز نالوں کا دردناک منظر ایک ایسا دل ہلا دینے والا واقعہ ہے۔ جس نے ہندوستان کی اسلامی دنیا کو ماتم کدہ بنا دیا ہے۔ حکومت بمبئی کے سرکاری اعلان نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم صف ماتم بچھائے رکھیں۔ یہ صف اس وقت تک نہیں اٹھے گی۔ جب تک حکومت شہدا اور مجروحین کے متعلق آٹھ کروڑ مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو جس کی تفصیل اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ پورا نہیں کرے گی۔ ہم اس وقت سوگ میں ہیں۔ ہمارے دل خون ہو رہے ہیں"

یہ تو وہ باتیں تھیں۔ جو مونہہ سے کہی گئیں۔ لیکن سلور جوبلی کے ایام میں ہی اور تو اور خود "زمیندار" کے آقا مولوی ظفر علی نے عملی رنگ میں جس ماتم اور سوگ کا اظہار کیا۔ وہ یہ تھا کہ آپ ۶ مئی کو صف ماتم لپیٹ کر دفتر "زمیندار" کے ایک کونے میں رکھ گئے۔ اور شاہ آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ جہاں بالفاظ "زمیندار" "چار پانچ ہزار کی تعداد" کے "جم غفیر" نے جو "قصبہ کی آبادی کے لحاظ سے نہایت حوصلہ افزا تھا" ان کا جلوس نکالا "بارود کے گولوں سے مولانا کی سلامی کی گئی۔ اور ساتھ ہی تازہ پھولوں کے ہار اس کثرت سے مولانا کے زیب گلو کئے گئے۔ کہ ممدوح پھولوں میں بالکل مستور ہو گئے" پھر آپ کی گاڑی کے آگے انگریزی بینڈ اور ہندوستانی نوبت و نفیری کی دلکش صدائیں مولانا کی ان انتھک قربانیوں کی مدحت کر رہی تھیں۔ جو محض شجر اسلام کو تر و تازہ کرنے کے لئے کی گئی ہیں"

یہ تھا "ہندوستان کی اسلامی دنیا کا" وہ "ماتمکدہ" جس میں "زمیندار" وقف ماتم تھا۔ یہ تھی وہ "صف ماتم" جس پر مولوی ظفر علی لوٹتے رہے۔ یہ تھا وہ "سوگ" جس کے اظہار کا اہتمام شاہ آباد میں کیا گیا۔ کیا حکومت بمبئی نے مقتولین کراچی کے متعلق مسلمانوں کے مطالبہ کو پورا کر دیا۔ اگر نہیں۔ تو وہ صف ماتم کیوں اٹھ گئی۔ جس کے متعلق کہا گیا تھا۔ کہ اس وقت تک نہیں اٹھے گی۔ جب تک اخبارات میں شائع شدہ مطالبہ پورا نہ کیا جائیگا۔

جن لوگوں کے قول اور عمل میں اس قدر تضاد ہو۔ جو کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہوں۔ ان کی فریب کاریوں کو نظر تغافل کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔

مولوی ظفر علی کا ایک اور ادعا باطل ہو گیا

چند ہی دن ہوئے مولوی ظفر علی صاحب نے "نعتاش" کا بوسیدہ نقاب اوڑھ کر لکھا:۔ "ظفر علی خاں کو پشاور میں موٹر کا جو حادثہ پیش آیا تھا۔ اس کی وجہ سے اس غریب کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ قادیانیوں کو شیطان ایسے موقعے دے۔ جھٹ نیچی اسفل السافلین کی گہرائیوں سے اچھلا۔ اور دبیر العقل کے کان میں یہ الہام پھونکتا گیا۔ تبت یدا ابی لہب وتب تھوڑی دیر کے لئے مرزائیوں کی باچھیں کھل گئیں۔ مگر اب وہ یہ سن کر سر پیٹ رہے ہوں گے۔ کہ جس ہاتھ کو وہ ٹوٹا ہوا سمجھتے تھے۔ اس کے ید بیضائی کرشمے ان کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے کے لئے پھر بروئے کار آ گئے ہیں"۔ (زمیندار ۳۱ اپریل)

خدا کی شان یہ سوقیانہ الفاظ لکھنے کے بعد مولوی ظفر علی کو ایک حرف بھی احمدیت کے خلاف لکھنے کی توفیق نہ ملی۔ اور آخر ۱۸ مئی کے "زمیندار" کو یوں ماتم سرا ہونا پڑا۔ کہ "مولانا ظفر علی خاں اس وقت کرم آباد میں قیام فرما ہیں۔ آپ کے مضروب ہاتھ میں پھر تکلیف شروع ہو گئی ہے۔ اور ہاتھ متورم ہو گیا ہے۔ وزیر آباد کے ایک پہلوان نے جو شکستہ اعضاء کا علاج کرتا ہے۔ آپ کے ہاتھ کی مالش شروع کر دی ہے" گویا وہ "ید بیضائی کرشمے" ہم جن کا ادعا مولوی ظفر علی نے چند ہی روز قبل کیا تھا۔ ایک پہلوان کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرنے کے لئے بروئے کار آ رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ احمدیت کے مقابلہ میں مولوی ظفر علی کے ہر ادعا کو جس طرح باطل ٹھہرا کر ان کے مونہہ پر مارا۔ اور ہر دعوے میں ان کو جس طرح ناکامی اور نامرادی کا مونہہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اگر ان کو اپنی انسانیت کا کچھ بھی احساس ہوتا۔ تو ضرور عبرت حاصل کرتے۔

۲۶ مئی جماعت ہائے احمدیہ کو کیا کرنا چاہیئے؟

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا تاکیدی ارشاد ہے۔ کہ ۲۶ مئی اتوار کے دن ہر جگہ جلسے کئے جائیں۔ جن کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کی سہ سالہ سکیم جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تجویز فرمائی ہے۔ ہر احمدی کے ذہن نشین کی جائے۔ تا جماعت اس پر عمل کرنے کے لئے نئی ہمت تازہ جوش اور راسخ عزم لے کر کھڑی ہو جائے۔ چونکہ حضور نے موجودہ سکیم فتنہ احرار کے استیصال اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں کے نتیجہ میں مرتب فرمائی ہے۔ اور جماعت اس کے خوشکن نتائج بھی روزانہ دیکھ رہی ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم ایسی مفید اور بابرکت سکیم کے ہر حصہ پر عمل کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کریں۔ ۲۶ مئی کے جلسے اسی سکیم کے مختلف پہلوؤں پر لیکچر دینے اور احباب جماعت کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ کرنے کے لئے منعقد کئے جائیں گے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ احباب اس تحریک کو پوری طرح کامیاب بنائیں گے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۶ مئی سے ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط و دستی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

تحریری بیعت

نمبر	نام	پتہ	نمبر	نام	پتہ
۱	سید بی بی صاحبہ	ضلع سرگودھا	۱۱	قادر بخش صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان
۲	فتح بی بی صاحبہ	"	۱۲	عبدالرحیم صاحب	لکھنؤ
۳	غلام محمد صاحب	"	۱۳	قادر بخش صاحب	"
۴	ادریس علی شکدار صاحب	بنگال	۱۴	الٰہی بخش صاحب	"
۵	حاجی محمد ابراہیم صاحب	ضلع لودھیانہ	۱۵	تیمور بانو صاحبہ	"
۶	محمد رمضان صاحب	ریاست فرید کوٹ	۱۶	قمر بانو صاحبہ	"
۷	کارنیواس صاحب	جاوا	۱۷	اہلیہ عبدالرحیم صاحب	"
۸	مائی خلاصن صاحبہ	ضلع ڈیرہ غازیخان	۱۸	محمد صدیق صاحب	کلکتہ
۹	علم الدین صاحب	ریاست جموں		**دستی بیعت**	
۱۰	جنت بیگم صاحبہ	ضلع گجرات	۱۹	عبدالحق صاحب	گورداسپور

ڈاکٹر سر محمد اقبال اور احمدی

(۲)

سید حبیب صاحب نے اپنے اخبار "سیاست" ۱۵ مئی میں حسب ذیل مضمون لکھا ہے:۔

مجھے اس حقیقت کو الم نشرح کرنا ہے۔ کہ جہاں تک مرزائیوں کی تکفیر کا تعلق ہے۔ کوئی غیر مرزائی مسلمان ایسا نہیں جو علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال سے متفق نہ ہو میں اپنی کتاب تحریک قادیان میں صاف لکھ چکا ہوں اور مقدمہ گورداسپور میں مرزائی جماعت کے موجودہ خلیفہ صاحب نے صاف کہدیا ہے۔ کہ وہ غیر مرزائی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور شرع اسلام کی وجہ سے جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہوتا ہے۔ لہذا مرزائی جماعت کے کافر ہونے میں نہ کوئی شک ہو سکتا ہے اور نہ شبہ اور نہ کوئی شک وشبہ موجود ہی ہے۔ اور اس معاملہ میں مجھے ڈاکٹر صاحب کی ہمنوائی کا فخر حاصل ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اس تکفیر کا مسلمانوں کے باہمی تمدنی معاشرتی اور اخلاقی تعلقات پر کیا اثر ہونا چاہیئے۔ کیا ہمیں مرزائیوں سے وہی سلوک کرنا چاہیئے جو ہم عیسائیوں اور ہندوؤں اور سکھوں سے کرتے ہیں۔ یا مرزائی اور عام مسلمانوں میں جو قضیہ تکفیر موجود ہے۔ اس کو وہی حیثیت دینا چاہیئے۔ جو شیعہ۔ سُنی۔ حنفی۔ وہابی مقلد غیر مقلد۔ بریلوی۔ بدایونی۔ دیوبندی اور چکڑالوی وغیرہ کے باہمی خفل تکفیر کو حاصل ہے۔ علامہ اقبال احرار کی موجودہ فتنہ پروری کی آج حمایت کر رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ مرزائیت کم وبیش گذشتہ تیس سال سے موجود ہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ؎

ہر کہ رمز مصطفےٰ فہمیدہ است
شرک را در خوف مضمر دیدہ است

کا نعرہ لگانے والے علامہ اقبال کا طرز عمل وہی رہا ہے۔ جس کی تائید وحمایت کی وجہ سے آج میرے ایسے مسلمان مورد طعن ہو رہے ہیں۔ کوئی عطاء اللہ شاہ بخاری کوئی حبیب الرحمٰن کوئی افضل حق یا کوئی مظہر علی اگر اس روش کے حامیوں کو مرزائی کہدے یا اگر ایسا نہ کر سکے۔ تو وظیفہ خوار قادیان لکھکر بدنام کرے۔ تو وہ قابل معافی ہے۔ اس لئے کہ اسے روٹی کما کر کھانا ہے۔ اس کی ہر دلعزیزی کا اساس عوام کی گمراہی ہے۔ وہ رسوائی کو شہرت سمجھکر اس پر مرتا ہے۔ اور اس کی تعلیم اور اس کا اخلاق بلند نہیں۔ لیکن علامہ اقبال کی شخصیت علمیت۔ ہر دلعزیزی شرافت نجابت قابلیت اور بلند اخلاق وشہرت کا حامی اگر وہ بات کہے جو ملت کیلئے برباد کن ہو۔ تو یقیناً ہمیں حق حاصل ہوتا ہے۔ کہ ہم ملت کے مستقبل کا ماتم کریں اور نوحہ کریں۔ کہ جن سے امید ہدایت تھی وہی ملت کو گمراہ کر کے تباہی وبربادی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا پرانا طرز عمل

یہ حقیقت کہ تیس سال کی طویل میعاد تک علامہ اقبال کا مسلک مرزائیوں کے متعلق وہی رہا۔ جو آج ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔ ناقابل انکار ہے۔ علامہ صاحب نے آج سے پہلے کبھی یہ اعلان نہیں کیا۔ کہ مرزائی ختم نبوت کے دشمن ہیں۔ لہذا یا معاشر المسلمین تم ان سے آگاہ رہو۔ بلکہ اس کے برعکس سیاسی علمی تمدنی اور معاشرتی مجالس میں ان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ اور علامہ اقبال یکساں بطور مسلمان انجمن حمایت اسلام کے رکن رہے۔ اور علامہ نے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ مسلم لیگ وسلم کانفرنس میں چودہری ظفر اللہ خاں اور علامہ اقبال یکساں بطور مسلمان ممبر بنے رہے۔ علامہ صاحب نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ چودہری صاحب مسلم لیگ کے صدر ہوئے۔ عوام میں سے بعض نے اعتراض بھی کیا۔ علامہ صاحب نے نہ صرف کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ معترضین کی تائید بھی نہیں کی۔ اور خود چودہری صاحب کے ماتحت لیگ کے ممبر بنے رہے۔ علامہ ممدوح لیگ اور کانفرنس کے صدر رہے لیکن آپ نے کبھی اس بات پر اعتراض نہیں کیا۔ کہ ان مجالس میں قادیانی بھی بطور مسلمان شامل ہوتے ہیں۔ قادیان سے ان جماعتوں کو علامہ صاحب کی صدارت میں مالی امداد ملی۔ مگر علامہ صاحب نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

گول میز کانفرنس کی یاد

پنجاب کونسل میں چودہری ظفر اللہ خاں اور علامہ اقبال دونوں مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے پہلو بہ پہلو کام کرتے رہے۔ اور سائمن کمیٹی کے لئے جب چودہری صاحب کو بطور مسلمان ممبر منتخب کیا گیا۔ تو علامہ صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور انتہا یہ ہے۔ کہ جب حکومت نے گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نیابت کے لئے علامہ اقبال اور چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کو بحیثیت مسلمان چنا۔ تو نہ صرف علامہ اقبال نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ وہ لنڈن میں چودہری صاحب کے دوش بدوش کام کرتے رہے۔ حال ہی میں چودہری صاحب کے بھائی مسلمانان سیالکوٹ کی طرف سے کونسل کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔ سیالکوٹ علامہ اقبال کا وطن ہے۔ لیکن علامہ ممدوح نے ہرگز کوئی سعی اس بات کی نہیں کی۔ کہ وہاں کے مسلمان اسد اللہ خاں جیسے غیر مسلم کو اپنا نمائندہ منتخب نہ کریں۔

ڈاکٹر صاحب کا نیا کارنامہ

لیکن شاید کہا جائیگا۔ کہ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط جو کچھ ہوا۔ وہ غلط تھا۔ آئندہ علامہ صاحب ایسا نہ کرینگے۔ اول تو ممدوح کی حیثیت کے بلند فرد کے متعلق یہ عذر ہرگز عذر معقول نہیں کہلا سکتا۔ تاہم اگر بغرض دلیل اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا۔ تو علامہ اقبال کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے۔ کہ حال ہی میں لنڈن میں جوبلی کے موقعہ پر جو جماعت اس غرض سے قائم ہوئی ہے۔ کہ برطانیہ اور دنیائے اسلام کے تعلقات بہتر ہوتے چلے جائیں۔ اس میں علامہ اقبال اور چودہری ظفر اللہ خاں دونوں بطور مسلمان شامل ہیں اس لیگ کی خبر رائٹر نے دس مئی کو دی۔ اور وہ گیارہ مئی کے اخبارات میں میں شائع ہوئی۔ اس کے ممبر یا برطانیہ کے لارڈ ہو سکتے ہیں۔ اور یا مسلمان کوئی غیر مسلم غیر انگریز اس کا رکن نہیں ہو سکتا۔ اس میں جو لوگ بحیثیت مسلمان شامل ہیں انکے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

۱۔ سر آغا خاں (شیعہ)
۲۔ امیر عبد اللہ والی شرق اردن (سُنی)
۳۔ سابق ولی عہد ایران (شیعہ)
۴۔ نواب چھتاری (حنفی)
۵۔ سر عزیز الدین احمد (سُنی)
۶۔ سر محمد اقبال (سُنی)
۷۔ سر عبد الصمد خاں (شیعہ)
۸۔ چودہری ظفر اللہ خان (قادیانی)
۹۔ سر سلطان احمد (شیعہ)
۱۰۔ سر عبد القادر (سُنی)
۱۱۔ حاجی عبد اللہ ہارون (آغاخانی)
۱۲۔ سر حشمت اللہ (سُنی)
۱۳۔ نواب تورو (سُنی)
۱۴۔ حاجی علی رضا۔ (سُنی)

علامہ صاحب سے ایک سوال

سوال یہ ہے۔ کہ اس انجمن میں چودہری ظفر اللہ خاں کس حیثیت سے شامل ہوئے۔ وہ انگریز ہونیکے مدعی نہیں ہیں۔ کہ انگریز ہو سکتے ہیں۔ نہ انگریز ہیں اور اس انجمن میں کوئی شخص جو انگریز نہ ہو شامل ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو چودہری صاحب اگر مسلمان نہیں ہیں۔ تو علامہ صاحب نے ان کے ساتھ ممبر بننا کیوں قبول کیا۔ اور اگر آپ ناواقفیت کا عذر بنائیں۔ تو آپ دس مئی سے لے کر آج تک اس جماعت سے علیحدہ کیوں نہیں ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ چودہری صاحب کی معیت میں اس جماعت کی رکنیت قبول کر کے علامہ صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ باہمی نزاع تکفیر کے باوجود جس طرح عام مفاد ملت کی خاطر سُنی۔ شیعہ۔ حنفی۔ وہابی۔ بریلوی۔ دیوبندی مل کر کام کرنے پر تیار ہیں۔ اسی طرح مرزائی اور غیر مرزائی مسلمان بھی اتحاد عمل پر آمادہ ہیں۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جو ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان قبول کریں۔ اور اپنا اصول عمل بنائیں۔

ایک اور نکتہ

علامہ صاحب سے تکفیر مرزائیت میں اتفاق کرنے کے بعد میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جہلا یا خود غرض اشخاص اس دلیل کو رد کر دیں۔ تو اور بات ہے مگر مجھے امید ہے۔ کہ علامہ صاحب کی علمیت کا سچا مسلمان اس دلیل پر غور کرے گا۔

میرا استدلال یہ ہے۔ کہ نبوت کو لاکھ بڑھائیں۔ پھر بھی توحید باری سے بالاتر نہیں لے جا سکتے۔ اگر ایسا کریں۔ تو اللہ تعالےٰ کی توحید کے علمبردار اول جناب محمد مصطفےٰ فداہ ابی وامی ہم سے خفا ہو جائیں گے۔ اور اگر توحید رسالت سے بالاتر ہے۔ تو علامہ اقبال خدائی کے دعویدار آغا خاں کے ساتھ اتحاد عمل کرتے ہوئے کس طرح مرزائیوں سے اتحاد عمل کو ناروا قرار دے سکتے ہیں:

سید باقر حسین شاہ کے ارتداد کی حقیقت

اخبار زمیندار اور احسان کے نامہ نگاروں نے کچھ عرصہ سے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی احمدی کے متعلق یہ لکھ دیتے ہیں۔ کہ وہ مرتد ہو گیا یا فرضی نام شائع کر دیتے ہیں۔ چونکہ ان کی ایسی دروغ بیانیاں اب عوام پر ظاہر ہوتی جا رہی ہیں۔ اس لئے اب احراریوں اور ان کے چیلوں نے وہ طریق اختیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح آتا ہے۔ کہ وقالت طائفۃ من اھل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلھم یرجعون (موٴمن) کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے یہ تجویز کی۔ کہ کچھ وقت کے لئے مسلمان ہو جاؤ۔ اور پھر ارتداد اختیار کر لو۔

یہود کی یہ شرارت محض اس لئے تھی۔ کہ اہل کتاب کے مرتد ہو جانے سے مسلمانوں پر برا اثر ہوگا۔ اور اس طریق سے بعض مسلمان بھی ارتداد اختیار کر لینگے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اس وقت بھی معاندین سلسلہ حقہ احمدیہ وہی طریق اختیار کرتے جو مخالفین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کیا تھا۔ چنانچہ احراری اب ایسا ہی کر رہے ہیں۔ پہلے تو وہ فرضی مرتدین کے نام شائع کرتے رہے۔ لیکن جب ملک پر بذریعہ اخبار الفضل ان کا پول کھل گیا تو اب یہ ڈھنگ اختیار کیا۔ کہ اول کوشش کر کے بیعت احمدیت کی جائے۔ اور پھر فسخ بیعت کا اعلان کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف برا اثر ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ یہی غرض باقر حسین شاہ کے ارتداد مندرجہ اخبار زمیندار ۲ مئی کی ہے۔

سید صاحب اعلان ارتداد کرتے ہوئے اپنی عیاری پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھتے ہیں۔ کچھ دنوں سے میں مرزائیت کے ہتھکنڈوں کا شکار ہو گیا تھا۔ حالانکہ وہ قطعاً کسی احمدی کے زیر تبلیغ نہیں رہے۔ بلکہ انہوں نے خود بخود پے در پے تین درخواستیں نہایت عاجزی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کیں۔ یہ صاحب جو دراصل شیعہ ہیں۔ انہوں نے تقیہ بازی سے کام لے کر خود ہی معقول پسند طبقہ کی نظروں سے اپنے آپ کو گرا لیا ہے۔

یہ مارچ ۳۵ء میں تین چار صفحہ کا ایک خط بیعت کے واسطے لکھتا ہے اور بیعت کی بنیاد ایک خواب پر رکھتے ہوئے التجا کرتا ہے۔ کہ اس امر کو پوشیدہ رکھا جائے اور اعلان نہ کیا جائے۔ کچھ دن گذرنے پر جواب نہ پا کر دوبارہ لکھتا ہے کہ اب اس کا ایمان پختہ ہو گیا ہے۔ اب بے شک اعلان کر دیا جائے۔

اس پر بھی جب قبولیت بیعت کا شرف اسے حاصل نہیں ہوتا۔ تو ایک احمدی کے پاس آتا ہے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے تیسری درخواست لکھتا ہے۔ اور رقت آمیز لہجہ سے اظہار کرتا ہے۔ کہ اس کے گاؤں اور دفتر میں اس کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اور اسے قبولیت بیعت کے لئے سخت اضطراب ہے۔ اس دفعہ اس کے تضرع اور بناوٹ کو احمدی موصوف نے حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے حقیقت پر محمول کیا۔ اور چند سطور بطور تصدیق اس کی درخواست پر لکھ دیں ۱۳ مئی الفضل اخبار میں اس کا نام بیعت کنندگان کی فہرست میں شائع ہوا۔ ادھر اس نے اپنا بناوٹی چولہ اتارنا شروع کر دیا۔ ۱۰ مئی کو ایک خواب کی آڑ میں فسخ بیعت کی تیاری کی گئی۔ اور نہایت گندہ مضمون مرتب کیا گیا۔ مگر ایڈووکیٹ کے مشورہ پر قانونی گرفت سے بچنے کے لئے مسودہ میں قطع و برید کر دی گئی۔ ۱۱ مئی کو قبولیت بیعت کا خط باقر حسین شاہ کو موصول ہوا۔ مگر قبولیت بیعت کے خط سے ایک یوم ہی قبل آپ مکمل مرتد بن چکے تھے۔ اور چند یوم کے اندر ہی آپ احمدیہ لٹریچر کے عالم بے بدل بن گئے۔ اور عجب تر یہ کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد تحقیق احمدیت شروع کی۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

غرض باقر حسین شاہ کا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اعلان بیعت کے لئے بار بار درخواست کرنا اعلان بیعت کے چند روز بعد ارتداد اختیار کرنا اور اعلان ارتداد کیلئے ایک گندہ مسودہ تیار کرا کر ایڈووکیٹ کے مشورہ سے اس کو کانٹ چھانٹ کر شائع کرنا۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ سب کارروائی اس نے شرارتاً کی۔ اور اس شرارت کے محرک کوئی اور بھی ہیں۔ جو اپنے آپ کو آیت قرآنی مندرجہ بالا کا مصداق ثابت کر رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

لائلپور میں جماعت احمدیہ کا پبلک جلسہ

احراریوں کے عقائد خلاف اسلام ہیں

مورخہ ۱۶ مئی کی شب کو مسجد فضل میں ایک پبلک جلسہ زیر صدارت جناب شیخ عبد الرزاق صاحب بیرسٹر منعقد کیا گیا۔ جس میں قاضی محمد نذیر صاحب نے حکیم نور الدین صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب اظہر کی تقاریر کا جو انہوں نے ۱۴ مئی کو لائلپور میں کی تھی۔ مدلل اور مسکت جواب دیا۔ اور ثابت کیا۔ کہ ان لوگوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف سخت اشتعال انگیزی سے کام لیا ہے۔ نیز ثابت کیا کہ احراریوں کے عقائد ایسے ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر سب انبیاء کی توہین ہوتی ہے۔ نیز آپ نے حکیم نور الدین کی اس تعلّی کے جواب میں کہ احمدیوں کو قرآن نہیں آتا۔ احراریوں کے ہم عقیدہ مفسروں اور مترجموں کے تراجم و تفسیریں پیش کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ان تراجم کے ہوتے ہوئے۔ نہ ہی کسی نبی کی عزت محفوظ ہے۔ اور نہ ہی اسلام امن میں ہے۔ اس کے بعد آپ نے احراریوں کو چیلنج دیا کہ وہ بالمقابل آ کر تفسیر لکھ لیں۔ تا دنیا جان لے کہ کسے قرآن مجید آتا ہے مظہر علی صاحب اظہر نے جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق جو غلط بیانیاں کیں تھیں۔ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے حوالہ جات سے تردید کی۔ اور ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور متبع ہو کر مسیح اور مہدی اور امتی نبی ہیں۔

خاکسار۔ محمد شریف اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ ۲-۳ جون ۳۵ء بروز اتوار سوموار منعقد ہوگا۔ جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علماء کرام شرکت فرمائیں گے مہمانوں کے لئے خوراک اور رہائش کا انتظام بذمہ انجمن ہذا ہوگا۔ احباب کثرت سے شرکت فرمائیں۔

خاکسار۔ جان محمد امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

امتحانات برائے داخلہ

گزٹ آف انڈیا میں اعلان ہوا ہے کہ

۱۔ انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ سروس ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ امپیریل انڈین ریلوے اکاؤنٹ سروس

۲۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹس دوئم کلاس

۳۔ ٹرانسپورٹیشن ٹریفک اینڈ کمرشل محکمہ جات سٹیٹ ریلوے کے اعلیٰ ریونیو ملازمتیں۔

امتحان بمقام دہلی ۴ نومبر ۱۹۳۵ء کو شروع ہونگے۔ ان امتحانات کے لئے عرضی کی فارم سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے درخواست دینے پر مفت طلب کی جا سکتی ہیں یہ عرضیاں یکم جولائی تک سکرٹری مذکور کو پہنچ جانی چاہئیں۔ داخلہ کے لئے قواعد و ضوابط بھی سکرٹری کی معرفت معلوم ہو سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا عدالتِ گورداسپور میں بیان

اور

غیر مبایعین کی مذبوحی حرکات

(۱)

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے مقدمہ میں جو شہادت دی۔ اسے پڑھ کر غیر مبایعین چھوٹے سے لے کر بڑے تک بے جا جوش میں آ رہے ہیں۔ کہیں جناب مولوی محمد علی صاحب بے جا غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہیں ان کے حواری سوائی ہیچو مولوی دوست محمد صاحب وغیرہم اپنے بغض و عناد کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ یہ اخلاق کا درس دینے والے واعظین جب جماعت احمدیہ یا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔ تو انہیں اپنے سب اخلاقی درس فراموش ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی زبان یا قلم ایسی حرکات کا ارتکاب کرتی ہے۔ کہ ہر شریف انسان محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنی تہذیب و شرافت کا جنازہ نکال دیا ہے۔

غیر مبایعین کی دشنام طرازی

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں جو ۱۹۔ اپریل کے پیغام میں شائع ہوا۔ یوں گوہر افشانی کی ہے:۔

(۱) لوگوں کی حماقت کا بھی کچھ نہ پوچھیے۔

(۲) مجھے زمیندار اور قادیان کے بزرگ ایک ہی مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔

مولوی دوست محمد صاحب ۲۳۔ اپریل کے پیغام میں اپنی تہذیب کا یوں مظاہرہ کرتے ہیں۔

(۱) خلیفۂ قادیان کی نت نئی قلابازیاں۔

(۲) پھر خلیفہ صاحب کے صریح غلط اقوال کے ہوتے ہوئے ان کے تقوےٰ۔ دیانت۔ امانت اور راست بازی کے متعلق کیا رائے قائم کیجائے

(۳) میاں صاحب نے دروغگوئی سے کام لیا۔ ہے۔ اور جھوٹ بولا۔

اس سب دشنام طرازی کی بنا یہ ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے عدالت میں یہ بیان دیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا ہے۔ (الفضل ۲۸ اپریل)

اسے حلفی شہادت میں دروغگوئی کا ارتکاب قرار دیا جاتا ہے۔ اور وجہ اس کی یہ بتاتے ہیں۔ کہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اُس غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے۔ جو دو نو خیالوں کے درمیان برزخ ہے۔

اس پر مولوی دوست محمد صاحب لکھتے ہیں۔ اب فرمایئے کس کو صحیح سمجھا جائے۔ کہ دعویٰ نبوت حضرت مسیح نے کب کیا۔ ۱۹۰۱ء میں یا ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں۔ اگر حقیقۃ النبوۃ کا بیان صحیح ہے۔ تو گورداسپور کی حلفی شہادت میں میاں صاحب نے دروغگوئی سے کام لیا۔ اگر گورداسپور کی شہادت صحیح ہے۔ تو حقیقۃ النبوۃ کی جو عمارت غلطی کے ازالہ کے حوالہ پر بنائی گئی۔ وہ گر گئی

الزامی جواب

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی حقیقۃ النبوۃ والی تحریر اور عدالت والا بیان ہر دو اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں ان ہر دو خیالات کی صحت کا ثبوت دوں۔ پہلے ان لوگوں کے گھر سے انہی کو جواب دینا چاہتا ہوں شائد یہ لوگ اس طریق سے آسانی سے سمجھ جائیں

احمدیت کے اس لٹریچر سے جو جناب مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہوا ہے۔ واقفیت رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدۂ نبوت کے بارہ میں کسی تبدیلی کے قائل نہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک دعویٰ مسیحیت کے زمانہ سے لے کر جو ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ اپنی نبوت کے بارہ میں ایک ہی رہا ہے چنانچہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کے زمانہ میں صاف طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعی نبوت مانتے رہے ہیں۔ نیز ان کو یہ بھی اعتراف ہے۔ کہ وہ آج بھی اسی عقیدہ پر قائم ہیں۔ جو ان کا ابتداء میں تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ مولوی صاحب اب فرماتے ہیں۔ میری مراد نبوت سے محدثیت تھی۔ مگر ہمیں اس بحث سے اس وقت سروکار نہیں مولوی صاحب موصوف کے نزدیک کچھ بھی مراد ہو۔ بہرحال انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ کو مدعی نبوت قرار دیا۔ اور اسی دعوےٰ کو مخالفین کے سامنے معرض بحث میں لائے۔ چونکہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدۂ نبوت میں کسی تبدیلی کے قائل نہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ شروع دعویٰ مسیحیت سے مولوی صاحب موصوف کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعی نبوت تھے۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیح موعود ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔ لہذا مولوی صاحب موصوف کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی سن سے مدعی نبوت سمجھے جائیں گے۔ مولوی محمد علی صاحب۔ اور مولوی دوست محمد صاحب کو خوش ہونا چاہئے تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے عدالت والے بیان میں ان کے خیالات کی تصدیق کی ہے۔ یعنی جس طرح مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شروع دعویٰ مسیحیت سے مدعی نبوت قرار دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعویٰ مسیحیت کے زمانہ سے جو ۱۸۹۰ء کا آخر یا ۱۸۹۱ء کا شروع ہے۔ مدعی نبوت قرار دیا ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہوا خواہوں کے لئے یہ غصہ اور ناراضگی کا محل نہ تھا۔ مگر خدا برا کرے بغض و عناد کا۔ جب یہ کسی کے دل میں گھر کرے۔ تو انسان بھلائی و برائی میں امتیاز کی طاقت کھو بیٹھتا ہے

چنانچہ آج کل چونکہ مولوی محمد علی صاحب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے بغض و عناد کی وجہ سے اپنے سابقہ عقیدہ کو چھپاتے ہیں۔ اور الٹا دروغ گوئی کا الزام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ پر لگاتے ہیں۔ حالانکہ عدالت میں خود اپنے بیان میں جناب مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرکے دروغ حلفی کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی سابقہ تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعی نبوت مانتے۔ اور پیش کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی وہ یہی کہتے ہیں۔ کہ میری یہ تحریریں درست ہیں۔ اور میں نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ گویا آپ در اصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی طرح مدعی نبوت مانتے ہیں۔ جس طرح حضور علیہ السلام کی زندگی میں مدعی نبوت مانتے رہے ہیں

مگر لطف کی بات یہ ہے۔ کہ عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار بھی کرتے ہیں اب ان حالات میں اگر میں مولوی دوست محمد صاحب کے وہ فقرات جناب مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں کروں۔ جو انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی شان میں نہایت دریدہ دہنی سے استعمال کئے ہیں تو جزاء سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا کے ماتحت یہ میرا جائز فعل ہوگا۔ مگر میں ان تبصروا و تتقوا پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس سے اجتناب ہی پسند کرتا ہوں:۔

تحقیقی جواب

اگر یہ لوگ حقیقۃ النبوت کا مطالعہ ہی کر لیتے تو غالبًا ایسی مغالطہ دہی کی جرأت نہ کرتے۔ میری تحقیق یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ والا خیال بھی درست ہے۔ اور یہ بھی درست ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ عقیدہ ہے کہ کیفیت دعویٰ کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ نبوت میں شروع دعویٰ سے لے کر آخر تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تبدیلی جس امر میں ہوئی۔ وہ اور ہے۔ چنانچہ آپ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۱ پر فرماتے ہیں:۔

"اپنے دعوےٰ کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے تو آپ ہمیشہ ایک ہی بیان شائع کرتے رہے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے جو انذار و تبشیر کا رنگ رکھتے ہیں۔ اور خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ نے کبھی بھی اپنی نبوت سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے دعوےٰ کی تفصیلی کیفیت جو بیان کرتے رہے ہیں۔ اس کے صاف یہ معنے تھے کہ آپ نبی ہیں"

یہ حوالہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ حقیقۃ النبوۃ کی تحریر کے وقت بھی اسی امر کے قائل تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع دعوےٰ سے ہی نبی ہیں اسی تفصیلی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جس کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شروع دعوےٰ سے نبی کہہ سکتے ہیں۔ آپ نے عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۹۰ء کے آخر۔ یا ۱۸۹۱ء کے شروع سے مدعی نبوت قرار دیا ہے

پس حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا عدالت والا بیان ہرگز ہرگز حقیقۃ النبوت کی تحریر کے خلاف نہیں۔

تعجب ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب دغیرہم غیر مبایعین حقیقۃ النبوۃ صہ ۱۲۱ کی تحریر تو پیش کرتے ہیں۔ مگر لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثل پر عمل کرتے ہوئے صہ ۱۳۱ پر جو اس کی تشریح ہے۔ اسے چھپا گئے۔ یہ جان بوجھ کر مغالطہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔؟

نبوۃ مسیح موعود کے متعلق عقیدہ

علاوہ ازیں حضرت امیر المومنین نے حقیقۃ النبوۃ صہ ۱۳۹ پر نہایت صفائی سے اپنا یہ عقیدہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اسی دن سے نبی تھے۔ جس دن آپ مسیح موعود ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "تریاق القلوب کی تحریر کے بعد آپ کے اجتہاد اور عقیدہ کو بدلا گیا۔ نہ کہ امر واقعہ اور آپ کے درجہ کو۔ اور جس دن آپ مسیح موعود ہوئے۔ اسی دن سے آپ نبی تھے۔ اور خدا تعالےٰ نے آپ کو نبی قرار دیا تھا۔ لیکن جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔ حیات مسیح کے مسئلہ کی طرح اس لفظ کی تاویل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ متواتر وحی سے آپ کو پہلا عقیدہ بدلنا پڑا"۔

پس حقیقۃ النبوۃ میں ایسی واضح تحریرات کے ہوتے ہوئے جن سے عیاں ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے شروع دعویٰ مسیحیت سے جو ۱۸۹۰ء کا آخر یا ۱۸۹۱ء کا شروع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدعیٔ نبوت مانتے ہیں۔ پھر آپ کے عدالت والے بیان کو دروغ حلفی قرار دینا محض اس بغض و عناد کا مظاہرہ ہے جو غیر مبایعین اصحاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے رکھتے ہیں۔

اجتہاد میں تبدیلی

دوسرے حوالہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تبدیلی عقیدہ کی حقیقت بھی ساتھ ہی بتا دی۔ کہ یہ تبدیلی دراصل مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے اجتہاد میں ہوئی ہے۔ نہ کہ آپ کے درجہ میں۔ ہاں آپ کے نزدیک تبدیلی صرف یہ ہوئی ہے کہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لفظ نبی کی تاویل کرتے رہے۔ پھر متواتر وحی کے ماتحت تاویل چھوڑ دی۔ پس یہ ہے وہ تبدیلی جو آپ کے عقیدہ میں ہوئی۔ جس کا آپ نے ۱۹۰۱ء میں اعلان کیا۔ اور کے حوالہ میں جس تاویل کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس کا ذکر تفصیل سے آپ نے حقیقۃ النبوۃ کے صہ ۱۵ پر یوں فرمایا ہے۔

"یاد رہے۔ کہ تریاق القلوب کے وقت آپ محدثیت والی نبوت کے قائل تھے۔ اور اس نبوت کا جو جزوی ہوتی ہے۔ دعویٰ کر چکے تھے۔ مگر باوجود اس دعوے کے کہ آپ محدثیت کی نبوت کے وارث ہیں۔ اور آپ کو وہ نبوت حاصل ہے۔ آپ اپنے آپکو مسیح سے افضل نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ محدثیت کی نبوت صرف ایک جزئی نبوت ہے اصل نبوت نہیں۔ پس اس تغیر عقیدہ سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ آپ نے اپنی نبوت کو ایک قسم کی نبوت قرار دیا ہے۔ کیونکہ تریاق القلوب میں آپ باوجود محدثیت کی نبوت کا دعویٰ ہونے کے جو ۱۸۹۱ء سے چلا آتا ہے۔ اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیتے ہیں"۔

اس تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب کے وقت بھی نبوت کے قائل تھے۔ مگر اس کی تاویل یہ کرتے تھے۔ کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ یا یہ کہ یہ جزئی نبوت ہے۔ پھر اس حوالہ میں اس امر کا بھی صاف ذکر ہے۔ کہ ۱۸۹۱ء سے آپ محدثیت کی نبوت کے مدعی تھے۔ چونکہ محدثیت والی نبوت جزوی نبوت ہوتی ہے۔ اس لئے خود کو غیر نبی بھی کہہ دیتے تھے۔ کیونکہ جزوی نبوت عین نبوت نہیں ہوتی۔ بلکہ محدثیت کا دوسرا نام ہے۔ مگر ۱۹۰۱ء میں اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں آپ نے صاف طور پر لکھدیا ہے۔

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبر پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتاؤ۔ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار امر غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"۔

دیکھئے اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ آپ کی نبوت محدثیت والی نبوت نہیں ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ امر قابل غور ہے۔ کہ ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محدث کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ کامل طور پر امتی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔ یعنی ہر محدث ناقص طور پر یا جزوی طور پر نبوت رکھتا ہے۔ گویا جہاں مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تئیں جزوی نبی بمعنی محدث مانا ہے وہاں سب محدثین کو امتی و جزوی نبی قرار دیا ہے۔ لیکن تبدیلی عقیدہ کے بعد آپ صاف تحریر فرماتے ہیں۔

"اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"
حقیقۃ الوحی صہ ۲۸

پھر فرماتے ہیں:۔
"غرض اس حصہ کثیر وحی الہٰی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں گئی"۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں ہر محدث کو امتی اور جزوی نبی کہا ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو محدثین میں شامل کرتے ہوئے اپنی نبوت کو جزوی یا ناقص نبوت قرار دیا ہے۔ لیکن حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا ہر دو تحریروں میں تمام امت محمدیہ میں صرف اپنے وجود کو ہی نبی کا نام پانے یا امتی نبی کہلانے کے لئے مخصوص قرار دیا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ عقیدہ نبوت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان دونوں بیانات میں اختلاف ہے۔ یعنی پہلے اپنی نبوت کو محدثیت والی جزوی نبوت قرار دے کر خود کو زمرہ محدثین میں داخل فرمایا ہے۔ اور بعد از اں اپنی نبوت ایسی قرار دی ہے۔ جو تیرہ سو سال میں کسی انسان کو بجز آپ کے نہیں ملی۔

نبوت کا انکار کرنے والوں کو تنبیہ

لیکن باوجود اس اختلاف کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں فرماتے ہیں۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں میں کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر نبی نہیں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"۔

محولہ بالا تحریر آپ نے کیوں لکھی۔ اس کی وجہ شروع اشتہار میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ "چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس کی تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے"۔

پس معلوم ہوا۔ کہ باوجودیکہ آپ کی تحریروں میں اختلاف ہے۔ کہ پہلے محدثیت والی جزوی نبوت کے قائل تھے۔ اور پھر ایسی نبوت کے جو کسی فرد کو تیرہ سو سال میں امت محمدیہ میں نہیں ملی۔ پھر آپ ایک معنی سے شروع دعویٰ سے نبوت کے مدعی تھے۔ یعنی اپنی نبوت کو جزوی قرار دیتے ہوئے معنوی طور پر آپ اسی نبوت کے قائل تھے۔ جس کا اظہار آپ نے تبدیلی عقیدہ کے بعد فرمایا ہے۔ اگر آپ اپنے تئیں ۱۹۰۱ء سے پہلے مدعی نبوت نہ سمجھتے۔ تو انکار کرنے والے کو کیوں ڈانٹتے اور کیوں یہ لکھتے۔ کہ محض انکار کے الفاظ میں جواب دینا کسی طرح صحیح نہیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ عدالت میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے متعلق سوال پر انکار کے الفاظ میں کیسے جواب دے سکتے تھے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق آپ نے یہی جواب دیا کہ آپ ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع سے مدعی نبوت ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اشتہار ایک غلطی کے ازالہ والی تحریر میں صاف بتا چکے ہیں۔ کہ ان معنوں کے لحاظ سے کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باطنی فیوض حاصل کرکے بالواسطہ علم غیب پایا ہے آپ شروع سے نبی اور رسول ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تنبیہہ کی موجودگی میں جو آپ نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کرنے والے مرید کو کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کیسے یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ آپ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء سے مدعی نبوت نہیں۔ (جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تنبیہہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عدالت میں نہایت بے باکی سے آپ کی نبوت کا انکار کیا ہے) بلکہ حضور نے نہایت صفائی سے غلطی کے ازالہ کی محولہ تحریر کے ماتحت شروع دعویٰ سے ہی آپ کو نبی قرار دیا ہے۔ ہاں جس طرح مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھدیا ہے۔ کہ میری نبوت بواسطہ فیضان محمدی ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صاف صاف اپنا عقیدہ بیان فرما دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے یہ درجہ ملا ہے۔ چنانچہ حضور کے اس عقیدہ کا ذکر مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں بھی کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو فیصلہ مجسٹریٹ مندرجہ الفضل ۳ مئی صفحہ ۹ کالم ۳

"میرزا بشیر الدین محمود احمد نے خود عدالت میں بیان دیا۔ کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ تو کیا برابری بھی نہیں کر سکتے جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے جو روحانی درجہ پایا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست نہیں بلکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل حاصل کیا"۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض مدعی نبوت ہی نہیں کہا۔ بلکہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں اپنے تئیں بواسطہ فیضان محمدی علم غیب پانے والا نبی قرار دیا ہے۔ اور شروع دعویٰ سے ہی ایسا نبی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیان سے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ آپ نے یہ روحانی درجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاصل کیا ہے۔ اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عدالت والے بیان میں کیسی مطابقت ہے۔ تبدیلی عقیدہ کا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے الگ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حقیقۃ النبوۃ اور القول الفصل وغیرہ میں اس کا ذکر کر دیا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود تبدیلی عقیدہ کے اقرار کے پھر یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ ایک معنوں سے شروع دعویٰ سے مدعی نبوت ہیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حقیقۃ النبوۃ میں آپ کے ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ کے اظہار کے باوجود ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء سے آپ کو عدالت میں مدعی نبوت تسلیم کیا ہے پس جو حملہ غیر مبایعین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر کر رہے ہیں۔ اس کی زد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔ بازی بازی بار یش با باہم بازی۔ خود تو یہ توفیق نہیں ملتی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اشتہار ایک غلطی کا ازالہ والی تحریر کے مطابق عدالت میں سچا سچا بیان دیں۔ کہ ان معنوں میں میں بھی حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول مانتا ہوں۔ بلکہ خود تو انکار دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ان کی حالت وہی ہے۔ جو اس مرید کی تھی جس نے آپ کے مدعی نبوت ہونے سے محض انکار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سرزنش پائی تھی۔ مگر الٹا الزام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر لگایا جا رہا ہے۔ کہ انہوں نے عدالت میں جھوٹ بولا ہے۔

حالانکہ خود مولوی محمد علی صاحب نے عدالت میں عمداً اخفائے حق کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت مندرجہ اشتہار ایک غلطی کے ازالہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان عدالت تو پورے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے بیان سے مطابقت رکھتا ہے۔

خاکسار:۔ محمد نذیر مولوی فاضل لائل پور

درخواست دعا

امسال حسب معمول احمدی نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد یونیورسٹی کے مختلف امتحانات میں شریک ہوئی ہے۔ بزرگان سلسلہ سے نہایت عاجزانہ التجا ہے کہ سب احمدی نوجوانوں کی نمایاں اور ممتاز کامیابی کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ (دعا کے طالب احمدی طلباء)

انصار اللہ کے متعلق اعلان

مجھے یہ معلوم کر کے نہایت ہی افسوس ہوا ہے۔ کہ انصار اللہ کی جماعتیں تبلیغ میں پھر سست ہو گئی ہیں۔ اس ماہ میں بہت کم رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوست اپنا معاہدہ بھول گئے ہیں۔ نائب منتظمان تبلیغ اور انسپکٹران تبلیغ کو چاہیئے۔ کہ وہ انصار اللہ کی جماعتوں میں تنظیم پیدا کر کے باقاعدہ کام شروع کر دیں۔ اور ان سے باقاعدہ رپورٹیں بھجواتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

حبیب الرحمن کابلی کے متعلق اعلان

قادیان اور قادیان سے باہر کے احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ حبیب الرحمن عرف خان کابلی احراریوں کے ساتھ مل کر فساد برپا کرنے اور اپنی گمراہی کا جال پھیلا کر احمدیوں کو قسم قسم کے دھوکے دینے میں کوشاں ہے۔ خطوط اور اپنا تصنیف کردہ گمراہ کن لٹریچر احمدیوں کے پاس بھیج کر ان کو ورغلانے کی نامسعود کوشش کرتا رہتا ہے۔ احباب اس کے جال میں پھنسنے سے بچے رہا کریں۔ اور اگر کسی کو اس کی طرف سے کوئی خط یا اس کی کوئی تصنیف موصول ہو۔ تو وہ خاکسار کے پاس ارسال کر دیں۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

معزز معاصر "الحکم" کا خاص پرچہ

معزز معاصر "الحکم" نے حسب معمول اب کے بھی ۲۶ مئی کو اپنا ایک خاص پرچہ شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ جسے ۲۶ مئی کے جلسوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر دلچسپ اور فائدہ بخش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور نہایت مفید مضامین فراہم کئے جا رہے ہیں۔ احباب کو یہ پرچہ بہت بڑی تعداد میں منگا کر تقسیم کرنا چاہیئے۔ پچاس سے زیادہ خریدار کو ۱۲ روپے سیکڑہ کے حساب سے یہ پرچہ مل سکے گا۔ پچاس تک کے لئے ۲ فی کاپی قیمت مقرر ہے۔ مختلف مقامات کے الفضل کے ایجنٹوں کو یہ پرچہ خصوصیت سے منگا کر اس کی اشاعت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تحریک قرضہ ساٹھ ہزار

ماہ مئی کی قرعہ اندازی میں مندرجہ ذیل اصحاب کے نام واپسی قرضہ میں نکلے ہیں۔ ان احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی رسیدیں بھیج کر رقم وصول کر لیں

(۱) حضرت میاں بشیر احمد صاحب — قادیان
(۲) ڈاکٹر نور محمد صاحب — لاہور
(۳) بابو مختار علی صاحب
(۴) قاضی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ شہر
(۵) چوہدری چراغ دین صاحب — یوگنڈا
(۶) سیٹھ عثمان یعقوب صاحب — نیروبی

ناظر امور عامہ

سلور جوبلی میڈل

سلور جوبلی کی تقریب پر جو دربار منٹگمری میں منعقد ہوا۔ اس میں اخوند محمد اکبر خان صاحب احمدی ایچ۔ ڈی۔ سی دفتر ڈپٹی کمشنر بہادر کو سلور جوبلی میڈل ملا۔ ضلع بھر کے اہل کاروں میں سے صرف آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ (نامہ نگار)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۸ مئی۔ ضلع ساؤتھ لنڈن میں جو کہ زیادہ تر مزدور پیشہ لوگوں کا مقام رہائش ہے۔ سلور جوبلی نہایت تزک و احتشام سے منائی گئی۔ لوگوں نے جو ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی دوسری سلور جوبلی سواری کے وقت ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ ہز میجسٹیز کا پُر تپاک استقبال کیا۔ نومیل لمبا راستہ شاندار طور پر سجایا گیا تھا۔

نتھیا گلی ۱۸ مئی۔ ایسوشی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ جب ناردرن کوٹ اصل کے چند ایک لوگ نے اپنے بھائیوں کو صلح پر آمادہ کرنے کی غرض سے دریائے سوات کو عبور کیا۔ تو فقیر علی نگر نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اور انہیں کہیں بھگا کرلے گیا

ماسکو ۱۷ مئی۔ آج دنیا کا عظیم ترین ہوائی جہاز ایک چھوٹی سی مشین سے ٹکر کھانے کے بعد ماسکو ایرپورٹ کے نزدیک گر گیا۔

حیدرآباد دکن ۱۸ مئی۔ ریاست لاتور سے جمعرات کے روز ایک بازار میں آتشزدگی کی خبر موصول ہوئی ہے۔ ایک لاکھ روپے کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پولیس نے اہل بلدہ کی مدد سے بڑی کوشش کے ساتھ آگ کو فرو کیا۔

ملتان ۱۸ مئی۔ ملتان کی نیو سنٹرل جیل میں ایک مجرم نے وارڈر پر حملہ کر دیا۔ وارڈر زخمی ہو گیا۔ جس کو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔

ملتان ۱۸ مئی۔ چک نمبر ۲۳۰ کے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں کشیدگی کی بنا پر پولیس نے حفظ امن کے لئے ۲۸ کس گرفتار کئے ہیں۔ کشیدگی کی وجہ ایک گروہ کے نوجوان کی دوسرے گروہ کی لڑکی کے ساتھ محبت بتائی جاتی ہے۔ اور اسی سلسلے میں دونوں گروہوں کے تین اشخاص قتل بھی ہو چکے ہیں۔

شیخوپورہ ۱۸ مئی۔ میانی گاؤں میں ایک فساد کی بنا پر سات گرفتاریاں ہوئیں۔ فساد کی وجہ ایک مسلمان نوجوان کی گاؤں کے ایک زمیندار کی لڑکی کی طرف توجہات التفات تھی

شملہ ۱۸ مئی۔ مسٹر نانک چند کے بل متعلقہ انسداد بدکاری پر سیلیکٹ کمیٹی کی طرف سے غور و خوض کا اختتام ہو گیا ہے۔ کمیٹی نے بل میں کئی ایک تبدیلیاں کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ کونسل کے آئندہ اجلاس میں جو ۱۰ اگست کو شملہ میں منعقد ہوگا۔ اس بل پر نہایت دلچسپ بحث ہوگی۔

ڈبلن ۱۸ مئی۔ ڈبلن میں ٹریم اور بس سروس کی ہڑتال جو ۱۱ ہفتہ تک جاری رہی اب ختم ہو گئی ہے۔ تنخواہوں میں زیادتی اور مصالحتی بورڈ کے انعقاد کی تجاویز کو جو وزیر دستکاری کی طرف سے پیش ہوئی تھیں مزدوروں کی اکثریت نے منظور کر لیا ہے

لاہور ۱۸ مئی۔ میونسپل کمیٹی لاہور کے حالات روز بروز خراب ہو رہے ہیں۔ صدر بلدیہ اجلاس بلانے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور ممبر اس پر زور دے رہے ہیں۔ کام رکا ہوا ہے۔ صدر کی پارٹی کمزور ہو رہی ہے اور مخالف پارٹی کی طاقت بڑھ رہی ہے۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو مجبوراً صدر کو استعفےٰ دینا پڑے گا۔

شملہ ۱۸ مئی۔ پنجاب کونسل کے زمیندار ممبروں کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ محکمہ زراعت کی طرف سے پنجاب میں گندم کی پیداوار کے متعلق جو چوتھا تخمینہ شائع ہوا ہے۔ وہ حقیقت سے زیادہ ہے۔ اس تخمینہ میں اصل صورت حالات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ موسم بہار کے ایام میں جو موسمی تغیرات ہوئے تھے۔ وہ فصل کے لئے مضر تھے۔ اس لئے گندم کی پیداوار بہت کم ہوگی۔ اس طرح کے خوشکن تخمینوں کا اثر چونکہ مارکیٹ پر پڑتا ہے۔ اس لئے آئندہ ایسے تخمینے شائع نہ ہونے چاہئیں۔

مدورا ۱۸ مئی۔ ایک ہندو عورت کا نوجوان لڑکا فوت ہو گیا۔ لوگ اُسے چتا میں رکھکر گھروں کو واپس چلے گئے۔ تو اس کی ماں آکر چتا میں بیٹھ گئی۔ اور لڑکے کی لاش کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو گئی۔

لاہور ۱۸ مئی۔ وائسرائے ہند نے چیف سکاؤٹ آف انڈیا کی حیثیت سے پنجاب کے چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ کو پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کا پروانشل کمشنر مقرر کیا ہے۔

لائلپور ۱۸ مئی۔ اضلاع لائلپور و شیخوپورہ کے زمینداروں کا ایک عظیم الشان جلسہ یہاں منعقد ہوا۔ جس میں نیلی بار کے زمیندار بکثرت شامل ہوئے۔ زمیندار اپنے اپنے گاؤں سے سوکھی ہوئی گندم کے خوشے ساتھ لائے تھے۔ جو باقاعدہ پیک کر کے حکومت پنجاب کو بھیجے گئے۔ اس علاقہ میں ژالہ باری کی وجہ سے گندم اور نخود کی فصل کلیۃً تباہ ہو چکی ہے۔ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ زمینداران کی ساری فصل لیکر انہیں مالیہ اور آبیانہ معاف کر دے۔

کلکتہ ۱۸ مئی۔ مسٹر سرت چندر بوس کے استعفےٰ کی وجہ سے اسمبلی میں جو نشست خالی ہوئی ہے۔ اس کے لئے آٹھ امیدوار ہیں۔ جن میں ایک کانگریس نیشنلسٹ پارٹی کا ایک کانگریس پارلیمنٹری بورڈ کا اور ایک ہندو سبھا کا ہے۔

ماسکو (بذریعہ ڈاک) یہاں سترہ اشخاص اس جرم میں گرفتار کئے گئے ہیں کہ وہ کوآپریٹو سوسائٹی کا ممبر بنے بغیر پرائیویٹ تجارت کرتے تھے۔ اور اس طرح تقریباً ۶۲۰۰ پونڈ سالانہ کما رہے تھے۔ حالانکہ تمام مزدوروں کی آمدنی کا اندازہ دو ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔

بمبئی ۱۸ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انگلستان میں ہندوستان کے موجودہ ہائی کمشنر سر بی۔ این۔ مترا نئے آئین کے ماتحت کسی صوبہ کے گورنر بنائے جائیں گے۔ اور ان کی جگہ حکومت ہند کے موجودہ لاء ممبر سر این۔ این سرکار ہائی کمشنر ہونگے۔

رنگون ۱۸ مئی۔ مقامی گورنمنٹ نے آزاد برما پریس اور "آزاد برما" اردو اخبار سے پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانتیں سانحہ کراچی کے متعلق ایک آرٹیکل شائع کرنے کی وجہ سے طلب کی ہیں۔ اخبار مذکور نے اپنی اشاعت فی الحال بند کر دی ہے۔

ناگر کائیل (مدراس) ۱۸ مئی۔ گرمی اس قدر شدید پڑ رہی ہے۔ کہ کنوؤں اور تالابوں کا پانی خشک ہو گیا ہے۔ میونسپل کمیٹی اہل شہر کو پانی سپلائی کرنے سے قاصر ہے۔ اور چار پیسے فی مشک کے حساب سے پانی فروخت کر رہی ہے۔ لوگ سخت مصیبت میں ہیں۔ اور اگر یہی حالت رہی۔ تو گھر بار چھوڑ کر نکل جائیں گے۔

لاہور ۱۸ مئی۔ پولیس گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مرزا احمد باقر صاحب لاہور کے کوتوال مقرر ہوئے ہیں۔ سابق کوتوال پنشن حاصل کرنے سے قبل رخصت پر گئے ہیں۔

جالندھر ۱۸ مئی۔ ایک بھنگن ایک ہندو کے ہاں صفائی کرنے آئی۔ تو اس کے شیرخوار بچہ کو جو زیور پہنے ہوئے تھا۔ آنکھ بچا کر کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی۔ رستہ میں جب وہ گھر جا رہی تھی۔ ایک پولیس مین کو شبہ ہوا۔ اور اس نے تلاشی لیکر بچہ کو برآمد کیا۔

لنڈن ۱۸ مئی۔ مسٹر انتھنی ایڈن نے کل شب ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بین الاقوامی مسائل پر ناصحانہ تبصرہ کیا۔ آپ نے کہا۔ کہ یورپین مسائل کی خوفناک نوعیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یورپ کی فضا اس وقت خطرات سے لبریز نظر آ رہی ہے۔ اگر ان مشکلات پر عبور حاصل کرنا ہے۔ تو ہر قوم کو بحصہ رسدی اس کام میں شامل ہونا پڑے گا۔ برطانیہ کا یہ کام ہونا چاہئے۔ کہ ایک ایسی پالیسی پر عمل کرے جو اجتماعی امن کے قیام کے لئے مضبوط ہو۔

مالیر کوٹلہ ۱۸ مئی۔ ہوم منسٹر صاحب نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندو دکانداروں نے چار روز کے بعد ہڑتال ختم کر دی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی